

باب نمبر 11

تعارف آئمہ اربعہ

افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

www.SirateMustaqeem.net

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

باب نمبر (۱۱) تعارف آئمہ اربعہ ۳۳۹

- ۳۴۱ پس منظر
۳۴۲ اجمالی تعارف
۳۴۳ اعتقادات اور اصول دین میں تمام امام متفق ہیں
۳۴۵ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۳۴۶ علمی خدمات
۳۴۷ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۴۸ عقیدہ تبرک
۳۵۱ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۲ محدثین سے پیار
۳۵۲ امام احمد بن حنبل کی امام شافعی سے محبت
۳۵۳ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۴ امام مالک کے متعلق بشارت
۳۵۶ امام مالک اور احترام آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۵۷ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۵۹ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت طریقہ اسلام و دعا
۳۶۰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۱ امام اعظم محدثین اور فقہاء کے استاد
۳۶۲ امام اعظم کی ذہانت
۳۶۳ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خراج تحسین
۳۶۴ تدوین شریعت میں آپ کی سبقت
۳۶۵ تدوین شریعت میں شوافعی نظام
۳۶۶ دربار رسالت میں مقبولیت
۳۶۸ فقہ حنفی کی مقبولیت تا سر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

أَمَّا بَعْدُ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ الْأَمِينُ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظم شأنہ و اکرام برہانہ کی حمد و ثناء اور شفیق
محشر مالک کوثر محبوب دلبر احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں
ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

دارثان منبر و محراب ارباب فکر و دانش غیور اہل حق اہل سلام نہایت ہی معزز و محترم
و کرم حضرات و خواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہمیں عشرہ مغفرت کی پُر نور صبح میں ادارہ
صراط مستقیم کے فہم دین کورس کے گیارہویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی

ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں توفیق بخشی۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام حضرات و خواتین کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ہمیں دینِ متین کی سربلندی کیلئے متحرک ہو کر اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
محترم سامعین حضرات!

آج کی ہماری گفتگو کا موضوع

”تعارفِ ائمہ اربعہ“ ہے۔

وہ شخصیات جن کا مُسلم ائمہ میں بہت بڑا علمی مقام ہے اور جنہوں نے دینِ متین کی تشریح و توضیح کے اندر اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ آج اُن چار اماموں کو ہم خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں۔

میں نے قرآن مجید میں سے سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر ۳ کی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانے کو نہ پا سکے۔ اُن میں سے کچھ لوگوں کو اسی قرآن مجید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اُن کا تزکیہ کیا۔ اُن کو ستھرا کیا اور اُن کو علوم عطا فرمائے۔

وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

وہ جو عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم تو نہ پا سکے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی ملاقات نہ ہو سکی لیکن نبی علیہ السلام کے تعلیم و تزکیہ کا حصہ اُن کو بھی میسر آیا چونکہ اس آیت سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ

يَزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے کہ جس نے امین میں سے ایک رسول کو بھیجا جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیات کو پڑھتے ہیں اور اُن کو سقرا کرتے ہیں اور اُن کو حکمت اور کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہی فرمایا:

وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ

ایک تو وہ جن کے ہوتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ لوگ بھی پاک ہوئے، سقرا ہوئے اُن کو تعلیم ملی

وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

اس مقام پر جن شخصیات کا ذکر کیا گیا اُن میں سرفہرست ائمہ اربعہ ہیں کہ جن کو فقہ اسلامی میں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔

ان چاروں اماموں کا اصول کے لحاظ سے آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور تمام کا تعلق ہی مسلک اہلسنت کے ساتھ ہے۔ چاروں امام میں سے سرفہرست

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ولادت: حضرت امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ کو ہوئی۔

وصال: حضرت امام اعظم کا وصال ۱۵۰ھ کو ہوا۔

(۲) امام ابو عبد اللہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

ولادت: ان کی ولادت ۹۵ھ میں ہوئی۔

وصال: حضرت مالک بن انس کا وصال ۱۷۹ھ میں ہوا۔

(۳) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ولادت: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

وصال: آپ کا وصال ۲۰۴ھ میں ہوا۔

(۴) امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

ولادت: امام احمد بن حنبل کی ولادت ۱۶۲ھ ہوئی۔

وصال: حضرت امام احمد بن حنبل کا وصال ۲۴۱ھ میں ہوا۔

ان فقہاء کی تاریخ پیدائش سے آپ کو یقیناً اندازہ ہوا ہوگا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام ائمہ میں سے صرف اپنے علم، تقویٰ، ورع، پرہیزگاری اور فقہ اسلامی میں بلند کردار کی وجہ سے ہی مقدم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی اُن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے زمانے کا قرب عطا فرمایا ہے

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔

جبکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۵ھ ہجری میں ہوئی۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ھ ہجری میں ہوئی۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۶۲ھ ہجری میں ہوئی۔

یہ چاروں امام ہی ملت کا سرمایہ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سفر السعادات کے صفحہ نمبر ۲۰ پر ارشاد فرماتے ہیں:

مجتہدان امت بسیار بودند

اس امت میں مجتہد صرف چار ہی نہیں تھے بلکہ بہت سے مجتہد ہوئے ہیں۔

وآنچه قرار یافت و باقی ماند از مذاہب اہلسنت و جماعت چہار

مذہب مشہور است

لیکن جن کے اجتہاد کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت دی اور جن کے اجتہاد کو امت کے کسی نہ کسی حصے نے تسلیم کیا اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور عمل کی وجہ اُن کی فقہ کو بقا اور دوام کی حیثیت حاصل ہوئی تو وہ چار فقہی مذہب مشہور ہیں جو ان چاروں ائمہ کے ہیں۔ ان سب کا تعلق اہلسنت و جماعت کے ساتھ ہے۔

در اعتقاد و اصول دیں باہم کی بودہ اند

أصول اور عقیدہ کے لحاظ سے ان چاروں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
چاروں کے چاروں امام ہی اہلسنت ہیں اور ان میں کسی کا بھی عقیدہ کی بنیاد پر دوسرے
سے کوئی اختلاف نہیں۔

در فقہ و فروع در بعض مواضع مختلف اند

فقہ کے کچھ مسائل اور فروع میں بعض مقام پر ان میں اختلاف ہے اور یہ
وہ اختلاف ہے جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ

میری امت کا ایسا اختلاف جو برہان و دلیل کے زیر سایہ فروعی مسائل میں ہو
وہ امت کیلئے رحمت ہے جس کی وجہ سے امت میں جمود طاری نہیں ہوگا۔ ہر شخص قرآن و
سنت کی روشنی میں مسائل کے حل کرنے کیلئے اپنا پورا کردار ادا کرے گا۔ تو یہ چاروں امام
اہلسنت و جماعت کے امام ہیں۔

ان چاروں کی خدمات بڑی عظیم ہیں ان چاروں کی اجتہادی شان بھی بڑی
رفعت والی ہے لیکن ان چار میں سے اسبقیت اور اقدمیت اور افضلیت اللہ تعالیٰ کی
طرف سے جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ہے وہ آپ ہی کے حصے کی بات ہے۔
ابھی ہم ترتیب سے ترتیب صعودی کے لحاظ سے ان کا تذکرہ کریں گے۔
سب سے آخر میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہے تو ان سے اپنی بات کو
شروع کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل
بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے مشہور سلام میں ان چاروں امام کا ذکر اس طرح کیا۔

شافعی مالک احمد امام حنفی
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

یہ مقدس شخصیات امامت کا باغ ہیں۔ ان کو بھی امت کیلئے ضروری ہے کہ اپنی طرف سے سلام پیش کرے۔

(۱) امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمومی طور پر مختصر لیا جاتا ہے۔ حضرت امام احمد کے والد کی جگہ دادا کا نام مشہور ہو گیا ہے۔ اصل میں ان کا سلسلہ نسب احمد بن محمد بن احمد بن حنبل ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یتیم پیدا ہوئے۔ ولادت سے پہلے ہی آپ کے والد گرامی کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ نے علم و حکمت کے حصول کیلئے بھرپور کردار ادا کیا اور دور دراز آفاق علم سے آپ نے روشنی حاصل کی۔

آپ نے بڑے بڑے ائمہ کے دامن علم سے خیرات کو وصول کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیات کا نام آتا ہے۔

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام احمد بن حنبل، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کے پڑپوتا شاگرد ہیں۔ اس واسطے امام شافعی حضرت امام محمد کے شاگرد ہیں اور امام محمد حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ آپ امام اعظم کے قابل فخر شاگرد ہیں۔

حضرت امام محمد کی ۶۰-۷۰ جلدوں میں کتابیں موجود ہیں۔ ان سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام احمد بن حنبل نے بالخصوص تعلیم حاصل کی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مکتب کا یہ فیض ہے کہ فقہ کے جو چار امام ہیں، ان میں سے دو امام بالواسطہ دامن علم سے وابستہ ہوئے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔

جبکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ادب و احترام کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ بار بار امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے امام

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم اساتذہ کا جہاں ہمارے سامنے تذکرہ ہے وہاں آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ آپ سے جن لوگوں نے براہ راست پڑھا۔ اُن میں حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم جیسی عظیم شخصیات بھی ہیں اور جنہوں نے بالواسطہ علم حاصل کیا اُن میں حضرت امام ابو داؤد امام ترمذی اور امام ابن ماجہ جیسے انسان عظیم شاگرد ہیں۔ وہ بھی آپ کیلئے سرمایہ افتخار ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سیر اعلام النبلاء میں ذہبی نے یہ لکھا ہے کہ آپ کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں۔ امام احمد بن حنبل کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کرنے کا بڑا شوق تھا اور آپ نے آخری دم تک اس سلسلے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ خود حدیث کو یاد بھی کیا اور ساری زندگی حدیث کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ حدیث کی تعلیم کے ساتھ داریت کا پہلو بھی پیش نظر رکھا اور فقہت کے ساتھ امت مسلمہ کے حل کیلئے انہوں نے اجتہادی کردار بھی ادا کیا۔ جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا۔ یہ تمام ائمہ اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شروع سے صراط مستقیم کا تعارف جس جماعت کے ساتھ ہے وہ اہلسنت و جماعت ہے۔ یہ پورے اہل اسلام کا مغز اور خلاصہ ہے۔

شرق و غرب، شمال و جنوب میں جہاں بھی اہل حق ماضی میں آباد ہوئے۔ انہیں چاروں فقہ کے ساتھ اُن کا تعلق تھا اور وہ تمام لوگ خواہ وہ مصر میں ہوں یا مراکش میں ہوں یا شام میں ہوں یا اردن میں ہوں یا عراق میں ہوں یا حجاز مقدس میں ہوں یا پاکستان میں یا ورائہ النہر کے علاقوں میں ہوں۔ تمام مسلمان جہاں بھی آباد تھے اُن کا تعلق مسلک تقلید کے ساتھ تھا اور آج بھی تمام اہل اسی مسلک کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ جو عشق تھا اور پیار تھا اور آپ کے عقیدے کا مسلک کا محبت کے ساتھ اظہار ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے بیٹے عبد اللہ اس بات کو روایت کرتے ہیں کہ ذہبی نے سیر اعلام النبلا کی جلد ۹، ص ۴۵۷ پر اس روایت کو نقل کیا ہے۔

رَأَيْتُ أَبِي يَأْخُذُ شَعْرَةَ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت عبد اللہ کہتے ہیں ”میں نے اپنے ابا جی کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پکڑ کر

يَضَعُهَا عَلَى فِيهِ
حضرت امام احمد بن حنبل اپنے منہ کے اوپر رکھتے تھے۔
يَقْبِلُهَا

اور وہ موئے مبارک کو چومتے تھے
وَاحْتَسِبُ أَنِّي رَأَيْتُ يَضَعُهَا عَلَى عَيْنَيْهِ
فرماتے ہیں ”مجھے یہ بھی یاد ہے کہ آپ وہ موئے مبارک اپنی آنکھوں پر بھی لگاتے تھے۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے بارے میں جہاں محبت تعظیم اور الفت کا اُن کے ساتھ رشتہ تھا۔ وہاں اس موئے مبارک کے بارے میں اُن کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ اس کے ساتھ جو پانی لگتا ہے وہ اللہ کے اذن سے مشکل کشا بھی ہوتا ہے حاجت روا بھی ہوتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو دس لاکھ احادیث کے حافظ ہیں اور ایک پوری فقہ کے بانی ہیں۔ ان کو ماننے والے آج حنبلی کہلاتے ہیں۔ تو اُس امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کیا ہے۔

يَغْمَسُ كَافِيَ الْمَاءِ وَيَشْرِبُهُ يَسْتَشْفِي بِهِ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ موئے مبارک کو پانی میں ڈبو کے حرکت دیتے تھے۔ جب موئے مبارک سے پانی لگ جاتا تھا پھر وہ پانی پیتے تھے۔

کس عقیدہ کے ساتھ؟

يَسْتَشْفِي بِهِ

یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ مجھے اس پانی سے شفا مل جائے گی، بیماری دور ہو جائے گی تو امام احمد بن حنبل بھی اہلسنت کے وہ امام ہیں کہ جنہوں نے اپنی محبتوں کا اظہار جس طرح کیا ان کے تحت جگر اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ وہ بھی اسی صراط مستقیم کے داعی تھے اور اس انداز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ الفت و محبت بھی تھی اور یہ عقیدہ بھی تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر منور کی اتنی تابش ہیں کہ وہ براہ راست بھی فیض دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُس بدن مبارک پر جو موئے مبارک اُگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی برکتوں کا محور بنایا ہے۔

ایسے ہی دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ

حضرت عبداللہ بن احمد کہتے ہیں:

رَأَيْتُهُ أَخَذَ قَصْعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَهَا فِي حُبِّ الْمَاءِ ثُمَّ شَرِبَ فِيهَا

میں نے آ کے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرک والا پیالہ آپ کے پاس موجود تھا۔ اگرچہ تم دیکھو کہ ان کا یوم ولادت اور اس کے لحاظ سے اُمت میں کتنا کارواں آگے جا چکا ہے۔ ۱۶۳ ہجری ان کا سن ولادت ہے تو اُس وقت تک اُمت مسلمہ اس عقیدے پر قائم ہے اور بعد میں بھی قائم رہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کو توڑنا نہیں چاہیے، اُن کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، اُن کو سنبھال کے رکھنا چاہیے اور

پھر اُن سے برکت حاصل کرنی چاہیے۔

اگر پہلے لوگوں کا عقیدہ بدل چکا ہوتا تو اب تک تبرکات کی کوئی چیز نہ پہنچتی۔ اُن تبرکات کو محفوظ رکھا گیا۔ اس انداز میں پھر یہ لوگ اُن کو عظیم سمجھ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پیالہ دھو کر وہ پانی مٹکے میں ڈالا۔

ثُمَّ شَرِبَ فِيهَا

پھر اُس پیالے میں پانی ڈال کر اُس کو نوش کیا ہے۔ تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی محبتوں کے لحاظ سے عظیم امام ہیں۔ پھر جو آپ نے کردار ادا کیا وہ اتنا بڑا مجاہد اُنہ کر دار تھا کہ جو آج بھی زبان حق بیان کرتی ہے اُن کو امام احمد بن حنبل کے کردار سے حوصلہ ملتا ہے۔

جس وقت معتزلہ کا یہ عقیدہ ظاہر ہوا کہ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ یہ کفر یہ جملہ تھا۔ اس واسطے کہ قرآن تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفت ہو وہ مخلوق نہیں ہوتی تو جس وقت ان لوگوں نے یہ کہا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور انہوں نے مختلف لوگوں سے اس موقف پر تائید لینا چاہی تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ڈٹ کے مقابلے میں آگئے اور آپ نے فرمایا کہ میں قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں کہوں گا۔ جو بندہ بھی اس کا قول کرتا ہے وہ کفر کا قول کر رہا ہے۔ قرآن مجید ہرگز اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اس فتویٰ کی پاداش میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پر بڑا تشدد کیا گیا یہاں تک اُس وقت کا جو حاکم تھا اُس نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگوائے۔ آپ کے کپڑے اتار کر آپ کو ۲۹ کوڑے لگائے گئے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جب کوڑے کھا رہے تھے تو اُس وقت بھی یہ نعرہ لگا رہے تھے:

الْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ

قرآن اللہ کا کلام ہے، اُس کی مخلوق نہیں ہے۔ چونکہ حکومت کا اُس وقت مذہب یہ تھا کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے۔ اہل حق کا مذہب یہ تھا کہ قرآن غیر مخلوق ہے تو اس سلسلے میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حاکم کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔ اس سلسلے میں آپ کو شدید ترین تشدد کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مگر پھر بھی آپ نے اپنا کردار ادا کیا۔ جو کلمہ حق کو بلند کرنے کا تقاضا تھا اُس کو بلند کرنے میں آپ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس دوران کہ جس وقت آپ کو مارنے کیلئے قیص کو اتارا جا رہا تھا تو اُن لوگوں نے قیص اُتارنے کی بجائے پھاڑنا چاہا تو اُن کے پورے زور کے باوجود قیص پھٹ نہیں سکی۔ معتمد نے سپاہیوں سے کہا کہ اس قیص کو اُتار دو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”مجھے اچھی طرح یاد ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُن کے پھاڑنے سے میری قیص نہیں پھٹ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی میں نے قیص کی آستین میں موئے مبارک رکھا ہوا تھا۔“

ظَنَنْتُ أَنَّهُ دِرْعِي عَنِ الْقَيْصِ الْخَرَقِ بِالشَّعْرِ

(سیر اعلام النبلاء ۸/۴۸۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت تھی کہ وہ قیص اُن لوگوں کے پھاڑنے سے نہیں پھٹ سکی۔ انہوں نے اپنا مکمل زور لگا لیا لیکن وہ قیص نہ پھٹ سکی۔ بالآخر اُس قیص کو اتارا گیا۔ پھر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو سزا دی گئی جو حق کے پیغام کی وجہ سے حاکم وقت نے اُن کے خلاف معین کر رکھی تھی۔

یہ مختصر سا تذکرہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ہے جو فقہ کے عظیم امام ہیں۔ انہوں نے اپنا بھرپور کردار اس سلسلہ میں ادا کیا ہے۔

(۲) ”حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ“

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک منفرد حیثیت کے امام ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یتیمی میں پروان چڑھے۔ آپ کے والد کا وصال آپ کی پیدائش کے وقت ہو چکا تھا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت جانفشانی کے ساتھ حصول علم کیلئے سفر کئے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مجھے لکھنے کیلئے کاغذ نہیں ملتا تھا“ میں ہڈیوں پہ علم لکھا کرتا تھا“ آپ ذرہ غور کریں کہ وہ بچہ جس کے پاس لکھنے کیلئے کاغذ نہیں تھا جس کے پاس اخراجات نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کی اُس محنت کو کتنا قبول کیا کہ وہ زمانے میں امامت کے درجے پر فائز ہوئے۔ دنیا میں ایک بہت بڑی آبادی اُن کھنچ کو تسلیم کرنے والی ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قریشی امام ہیں۔ ان کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان مبارک کے ساتھ ہے۔ آپ طویل قد والے اور جسیم امام تھے۔

اپنی زندگی میں بڑے شوق سے دین کو پڑھا۔ اس انداز میں آپ نے علم حاصل کیا کہ دین میں آپ نے مہارت حاصل کی۔ یہ قول علماء میں مشہور تھا کہ اگر علم کے دس حصے کئے جائیں تو اُن میں ۹ حصے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

حضرت امام شافعی نہایت ہی حسین چہرے والے تھے۔ مرنی کا قول ہے کہ مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ وَجْهًا مِنَ الشَّافِعِيِّ میں نے امام شافعی سے زیادہ حسین چہرے والا کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کو عبادت سے اتنا شغو تھا کہ ہر مہینے میں تیس قرآن مجید ختم کرتے تھے اور رمضان المبارک میں آپ ۶۰ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔

حدیث شریف اور علم دین پڑھنے والوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے آپ کا اتنا عشق تھا۔ فرماتے تھے:

إِذَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ فَكَانَنِي رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سیر اعلام النبلاء ۸/۴۰۸)

جب بھی میں کسی محدث کی زیارت کرتا ہوں تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں نے کسی صحابی کی زیارت کی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ماننے والے اصحاب حدیث کو میں جب دیکھتا ہوں تو مجھے مسرت ملتی ہے اور اتنا چین و سکون میسر آتا ہے گویا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی زیارت کی ہو۔

آپ نے لوگوں کو مجمع عام میں یہ کہا تھا۔ اگر لوگ میرے استاد حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں دیکھ لیں تو یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو کلمہ پڑھے بغیر رہ سکے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز میں کتب لکھی ہیں اور اس انداز کے ساتھ ان کو مرتب کیا ہے کہ جو بھی غیر مسلم ان کی زیارت کرے گا، اُس کو کلمہ اسلام نصیب ہو جائے گا۔ پھر یہ مشہور تھا کہ جب چھوٹے محمد کی تحریروں اور حسن کا یہ حال ہے تو جو بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی تجلیات کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت امام شافعی کا مقام ان کے شاگردیوں بیان کرتے ہیں:

عمدة القاری جلد ۷، ص ۱۶۷ پر یہ بیان موجود ہے:

عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ غَسَلَ قِمِصًا لِلشَّافِعِيِّ وَشَرِبَ الْمَاءَ الَّذِي غَسَلَهُ بِهِ

امام احمد بن حنبل نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص کو دھویا۔ پھر اُس کو نچوڑنے سے جو پانی نکلا اُس کو حضرت امام احمد بن حنبل نے نوش کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قیص کو دھو کر اُس کا پانی پی کر یہ بتایا کہ جس سینے میں حدیث ہے اور جس سینے میں دین کا علم ہے اُس کا کتنا بڑا مقام ہے اور تبرک کے لحاظ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے آثار کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہوگا اور اُن کے ساتھ تعلق کی کتنی بڑی شرعی حیثیت ہوگی اور اُن کو سنبھال کے رکھنا اس اُمت کا کتنا بڑا فریضہ ہوگا۔ جب بعد میں آنے والے ایک عالم دین جو امامت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ ایک عام شخص نہیں دس لاکھ احادیث کا حافظ اور پوری فقہ کا ایک بانی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قیص کو دھو کر اُس کا پانی پی کر یہ اعلان کر رہے تھے کہ خالق کائنات جل جلالہ کی برکتیں جب بندوں کو میسر آ جاتی ہیں تو اُن کے بدن سے جو کپڑے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کپڑوں کو بھی برکتوں والا بنا دیتا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ ہر ایرے غیرے کے کپڑوں کے ساتھ ایسے تبرک کا عقیدہ نہ وابستہ کر لیا جائے۔ جو واقعی اس اہلیت کے ہیں۔ جس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حیثیت ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہوئے اس عمل کی شرعی حیثیت کو اجاگر کر دیا۔

(۳) ”حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ“

ان کا دور حضرت امام شافعی سے پہلے کا ہے ان کو دارالہجرۃ کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ شریف کے یعنی دارالہجرت کے بہت بڑے امام ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے بڑے لاڈ و پیار سے پرورش پائی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوبصورت اور طویل قامت والے امام تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ایک حدیث کا ذکر کیا تھا۔ اُس کے

بارے میں محدثیں کا خیال ہے کہ وہ حدیث حضرت امام مالک پر چکی آتی ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیدائش سے کئی سال پہلے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو سنادی تھی۔

اس حدیث شریف کو جامع ترمذی میں روایت کیا گیا ہے۔ حدیث نمبر ۲۶۸۲

ہے۔

اَكْبَادُ الْاِبِلِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلَا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ
مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”عنقریب زمانے کے اندر لوگ علم کے حصول کیلئے سواریوں کے کیلچے پگھلا دیں گے۔ وہ وقت ایسا ہوگا کہ پوری دنیا میں اُس وقت مدینہ شریف کے عالم سے بڑا کوئی عالم نظر نہیں آئے گا۔ مدینہ شریف کے عالم کی اُس وقت فوقیت ہوگی تو مدینہ شریف کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دے دی تھی اور پھر جانیے اس بارے میں تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث شریف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے تو اس کو حضرت امام مالک کے بارے میں ماننے سے پہلے دو باتیں مزید ماننا پڑیں گی۔

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کے بارے میں علم تھا کہ میری امت علم کے لحاظ سے غافل نہیں ہوگی۔ علم کا بڑا شوق ہوگا، علم کے حصول کیلئے لوگ گھروں سے نکلیں گے، علم کے حصول کیلئے ہزاروں میل کا سفر طے کیا جائے گا، علم کے حصول کیلئے سواریوں کے جگر پگھلا دیئے جائیں گے۔

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد کے حالات کے لحاظ سے اتنی آگاہی ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ ہر دور کے اندر کون کون سے علماء ہوں گے اور اُن میں سے بڑا عالم

کون سا ہوگا تو حضرت امام مالک کے بارے میں اس بشارت کو تب مانا جاسکتا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کا اقرار کر لیا جائے تو تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے اور سب کا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر رکھتے تھے کہ اُس وقت سب سے بڑا عالم کون ہوگا؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پہلے ہی یہ خبر ارشاد فرما دی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے عقیدہ کے لحاظ سے سنی تھے۔ ایک بار ہارون الرشید نے حضرت امام مالک سے فتویٰ پوچھا تھا۔ (سیر اعلام نبلا ۷/۴۱۳)

ہارون الرشید چاہتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو منبر شریف ہے اُس کو توڑ کر سونے اور چاندی کا منبر بنایا جائے۔

أَن يَنْقُضَ مَنبَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَجْعَلَهُ
فِي ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ وَجَوْهَرٍ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑ کے سونے، چاندی، جواہرات سے بنایا جائے اور وہ شوق کا اظہار کر رہا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا منبر دیگر مساجد سے منفرد ہونا چاہیے۔ اس میں ہیرے، جواہرات لگے ہونے چاہئیں۔ یہ چاندی کا ہونا چاہیے، اس میں سونا لگا ہونا چاہیے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے جب ہارون الرشید نے یہ پوچھا کیا منبر نبوی کو توڑ دیا جائے اُس کی جگہ اس طرح کا خوبصورت منبر بنا دیا جائے۔ تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

کاش وہاں کے موجودہ حکمرانوں کو یہ بصیرت نصیب ہو جائے جو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا پھر اُس پر عمل بھی کیا گیا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور کہنے لگے:
فَلَا أَرَىٰ أَن يَحْرُمَ النَّاسُ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمانے لگے ”میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑ کر یہاں کوئی اور منبر بنایا جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہے اور منبر بھی کسی ایک بادشاہ کا سرمایہ نہیں ہے بلکہ یہ پوری امت کا سرمایہ ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کا حصہ ہے اور یہ پوری امت کی چاہتوں کا مرکز ہے۔“

اگرچہ تم سونے کا بنانا چاہتے ہو مگر کروڑوں سونے اُس منبر کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں کہ جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہو تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر منع کر دیا۔ فرمایا ”میرے نزدیک یہ جائز نہیں ہے کہ اُن لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر سے محروم کر دیا جائے“ میں یہ جائز نہیں سمجھتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نہیں دیکھ سکے، کم از کم نشانیاں تو دیکھتے رہیں، کم از کم آثار تو دیکھتے رہیں۔ یہ طریقہ ہمیشہ رائج رہا یہ بعد میں ایک قبضہ گروپ آگیا کہ جنہوں نے آثار کو چن چن کے مٹانے کی کوشش کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے میناروں کو گرانے کا دھندا کیا۔ ہمیشہ امت مسلمہ نے آثار کی حفاظت جس طرح کہ ایک ایک موئے مبارک پر پہرہ دیا گیا۔ ایک ایک پیالے کو محفوظ رکھا گیا، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک کھجور کو سنبھالا گیا اور ایک ایک راستے کے قدموں کا تعین کر کے وہاں پر فکری طور پر عشق نے کئی سال تک اعتکاف کیا۔ ان تمام مقامات کو محفوظ رکھا گیا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ آج بھی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے اور بالخصوص اُن کیلئے جو وہاں کے حکمران ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی

حیثیت یہ ہے کہ اُنکو محفوظ رکھا جائے اور یہ ایسی برکت ہے کہ جس سے اُمت مسلمہ ہر دور میں سرور ہوتی رہے گی۔ پھر بالخصوص ایک حکومت کا اس پر کنٹرول نہیں ہونا چاہیے۔ یہ پوری اُمت کا مشترکہ سرمایہ ہے اور ساری اُمت کی یہ مشترکہ چیز ہے تو سب کی محبت کا خیال رکھنا چاہیے اور پھر ایسی چیزوں کو محفوظ کرنا چاہیے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا جب تم نے حدیث پڑھنا شروع کی تو تمہارے نزدیک معیار کیا، تم کس استاد کو ترجیح دیتے تھے، کس استاد سے حدیث پڑھنا تمہیں اچھا لگتا تھا۔

آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ بعض نے حضرت امام مالک کی کتاب موطا امام مالک کو بخاری پر بھی ترجیح دی ہے۔ یعنی اُس کی اپنی حیثیت کے لحاظ سے۔ ایک تو ویسے ہی زمانے کے اعتبار سے تقدیم ہے لیکن فنی اور علمی حیثیت کے لحاظ سے بھی کچھ نے اُس کو ترجیح دی ہے اور یہ مستقل محدث بھی ہیں، فقیہ بھی ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے اخذ کے لحاظ سے جو معیار بیان کیا تو اُس میں انداز یہ تھا۔ فرمانے لگے:

حضرت ایوب سختیانی کو میں نے سب سے زیادہ پسند کیا۔ حضرت ایوب سختیانی میرے وہ استاد ہیں کہ میں نے جتنے بھی اساتذہ سے پڑھا ہے اُن سب کے مقابلے میں ایوب سختیانی افضل ترین انسان ہیں۔ پوچھا گیا اُن کی افضلیت کی وجہ کیا ہے؟ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے:

كَانَ إِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى.

(سیر اعلام النبلاء ۴/۴۸۷)

حضرت ایوب سختیانی کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت بھی ان کے لبوں پر میرے محبوب علیہ السلام کا نام آتا تھا تو اُن کی آنکھوں میں اشک آ جاتے تھے۔

جب یہ حدیث پڑھاتے تھے اور کہتے تھے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان پر جب آپ کا نام آتا تھا ہر بار اشک آتے تھے۔ اگرچہ دیگر اساتذہ میں بھی رقت موجود تھی۔ اُن کے ہاں بھی تقویٰ کا سا باں لگا ہوا تھا۔ اُن کے ہاں بھی عشق و مستی کی خوشبو آ رہی تھی مگر ایوب سختیانی میرے نزدیک سب سے افضل ہیں۔ انہوں نے اس انداز میں ہمیشہ حدیث پڑھائی ہے کہ جب حدیث پڑھاتے تھے آنکھوں سے اشکوں کی برسات جاری رہتی تھی۔

فرمانے لگے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب ان کی اس محبت کو دیکھا:
فَلَمَّا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا رَأَيْتُ وَاجْتَلَا لِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كُنْتُ عَنْهُ (سیر اعلام النبلاء ۴/۲۸۷)

جب میں نے بارہا اُن کا یہ منظر دیکھا تو میں نے طے کر لیا کہ پڑھوں گا تو انہیں سے پڑھوں گا تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ان سے ہی پڑھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”یہ ان کا اجلال تھا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی بھی تعظیم کر رہے تھے میں جو بول رہا ہوں یہ عام لوگوں کی بات نہیں ہے یہ خاص مقدس منہ کی جملے ہیں اور یہ مقدس ہونٹوں کا تحفہ ہے ان کیلئے اور قسم کا وضو کر لینا چاہیے۔“

لہذا تعظیم کا جو انداز میں نے اُن کو دیکھا تو امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”پھر میں نے ان سے خوب حدیث شریف لکھی اور حدیث پڑھتا گیا۔“

یہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے استاد اس پائے کے ہیں۔ شاگردی میں حضرت امام شافعی جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے دین متین کیلئے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ بالخصوص امام دارالہجرہ ہونے کے لحاظ سے آپ کی جو مدینہ شریف کے ساتھ محبت ہے۔ وہ ایک مستقل مضمون ہے جو گھنٹوں بیان کیا جا

سکتا ہے۔

مدینہ شریف میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ننگے قدم چلتے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہ آجائیں اور پھر سواری پر بھی سوار نہیں ہوتے تھے اور پھر حدیث شریف پڑھاتے ہوئے نہایت نفیس اہتمام کرنا اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور خوبصورت جگہ پہ بیٹھنا اور پھر حدیث بیان کرتے ہوئے آپ کو یوں سمجھنا کہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوں اور میں آپ سے حدیث سن کے آگے پڑھا رہا ہوں۔

جس وقت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم دربار رسول پہ حاضری دیں تو کیا چہرہ قبلہ شریف کی طرف ہونا چاہیے یا نبی علیہ السلام کی طرف ہونا چاہیے۔ تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ”مجھے تم پہ تعجب ہے تم یہ پوچھتے ہو کہ سلام کرتے وقت چہرہ کس طرف کرنا چاہیے تم سلام تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنے آئے ہو چہرہ کسی اور کی طرف کرنا چاہتے ہو۔“

لَمْ تَصْرِفْ وَجْهَكَ عَنْهُ

تم اپنا چہرہ اُن سے کیوں پھیرتے ہو۔

هُوَ وَسَيَلْتُكَ وَوَسَيَلْتُ أَبِيكَ آدَمَ

جو تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں اور تمہارا بھی وسیلہ ہیں جب اُن کے دربار پہ حاضری دیا کرو تو چہرہ اُن کی طرف کیا کرو۔ اُن کی طرف منہ کر کے سلام کیا کرو یہ بھی آج وہاں پر فتور ہے۔ اس کو بھی وہ توحید سمجھتے کہ اسلام کرتے وقت چہرہ قبلہ کی طرف کروادیا جائے اس سے بڑی بے وفائی کیا ہو سکتی ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

جَاوُزْكَ

جو جان پہ ظلم کر بیٹھے وہ تمہارے پاس آ جائے۔
فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ

وہ اپنے گناہ کی معافی مانگے اور نبی علیہ السلام بھی سفارش کر دیں۔ اب جس سے سفارش کروانی ہو اُس کی طرف منہ کیا جاتا ہے یا اُس کی طرف پشت کی جاتی ہے۔ سرکار سے جب سفارش کروانی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تم وہاں اس لئے جا رہے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کسی ایک جہت کا پابند نہیں وہ تو ہر طرف موجود ہے۔ لہذا محبوب علیہ السلام کی طرف منہ کر کے سلام کہنا چاہیئے۔ یہ وہ مسئلہ تھا جو حضرت امام مالک نے فتویٰ کی زبان میں بیان فرمادیا۔

(۴) ”حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ“

تینوں امام جس وقت اپنی عظمتوں کو یکجا کر لیتے ہیں تو ان کی عظمتیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نغے گانا شروع کر دیتی ہیں۔ تمام اماموں کے امام جن کو امام اعظم ان اماموں کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔

کچھ لوگ اس لحاظ سے بھی آج تک غلط فہمی کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ امام اعظم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تم تو نعمان بن ثابت کو امام اعظم کہہ دیتے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ اضافی لقب ہے اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل نہیں ہیں۔ صحابہ کی عظمت بھی پہلے یہ صحابہ کرام کے لحاظ سے اعظم نہیں ہیں بلکہ یہ اپنے دور والوں کے اعتبار سے اور بعد میں جو آنے والے ہیں اُن کے لحاظ سے یہ امام اعظم ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کا کیا کہنا۔ آپ تو نبی اعظم ہیں۔ خالق کائنات جس قدر آپ کو عظمتوں سے بہرہ ور کر رکھا ہے تو امام اعظم ان ائمہ کے لحاظ سے

ہیں۔ خواہ وہ کتب احادیث کے امام ہو، خواہ وہ فقہ کے امام ہوں جتنے اماموں کے سر پہ امامت کا تاج سجا ہوا ہے، اُن سب کی چمک میں امام اعظم کا نور موجود ہے۔

اس واسطے جتنے محدثین ہیں خواہ وہ بخاری ہوں، مسلم ہوں، ترمذی ہوں، ابن ماجہ ہوں، نسائی ہوں، دیگر تمام فقہ کے جو امام ہیں انہیں کسی نہ کسی طرح امام اعظم کا فیض ضرور ملا ہے۔ کوئی براہ راست شاگرد اور کوئی بالواسطہ شاگرد ہے۔

کوئی ایک واسطے سے، کوئی دو واسطوں سے یہ سارے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی امامت کی چھتری کے نیچے ہیں۔ اس واسطے انہیں یہ بتتا ہے کہ امامت کے لحاظ سے ان کو امام اعظم کہا جائے۔

حضرت امام اعظم کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کو تابعیت کا مرتبہ میسر آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام کی زیارت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ اُن میں سے بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اور مدینہ شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اور مکہ شریف میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ میں سے سب سے آخر میں وصال ہوا۔

یہ وہ نامور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی ہے اور باقی آپ نے جو علوم حاصل کئے وہ سینکڑوں تابعین ہیں۔ خوارزمی نے ہزاروں تک اُن کی تعداد لکھی ہے۔ تقریباً چار ہزار کے قریب وہ شیوخ ہیں جن سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث حاصل کی اور تفسیر کا علم حاصل کیا اور مختلف علوم کو جمع کیا اور پھر اس انداز میں دین کی خدمت کی۔ آپ کے پاس دین کے کئی صندوق موجود تھے۔ صرف آپ کی جو ایک کتاب ہے کتاب الآثار اس کا انتخاب وہ چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کیا گیا ہے۔ آپ کی مسند روایات کو بیان

کرنے والے پانچ سو محدثین ہیں جنہوں نے حضرت امام اعظم سے حدیث شریف کو پڑھا اور آگے پڑھایا۔

کہاں اُن لوگوں کی بھول جو یہ کہتے پھر یہ کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو سترہ حدیثیں آتی تھیں جن کی روایات کرنے والے پانچ سو امام ہیں۔ اُن کی روایات اور اُن کی مسند احادیث کا عالم کیا ہوگا؟ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بخشا ہے کہ تمام آئمہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا ”اے امام مالک تم تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتے رہے ہو۔ بتاؤ تو سہی اُن کا علمی مقام کیا تھا اور اُن کی عظمت کیا تھی تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمَكَ فِي السَّارِيَةِ يَجْعَلُهَا ذَهَبًا لَقَامَ
بِالْمُحَبَّةِ الْبَاهِرَةِ. (فتح المنان ۱/۱۱)

اے امام شافعی رضی اللہ عنہ! اگر تم اُس کو دیکھ لیتے چونکہ اتفاق یہ ہے کہ جو حضرت امام اعظم کا سن وصال ہے۔ وہ امام شافعی کا سن ولادت ہے اور بعض نے تو دن بھی وہی قرار دیا جس دن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ۱۵۰ ہجری میں آپ کا وصال ہو رہا تھا اُسی دن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی ہے۔

امام مالک کہنے لگے ”اے امام شافعی! وہ اتنے عظیم الشان تھے اگر اُن کی ذہانت کو دیکھا جائے تو استدلال کی جو پاور تھی اُس کو دیکھا جائے۔“

لَوْ كَلَّمَكَ فِي السَّارِيَةِ

اگر وہ یہ دعویٰ کر دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اتنے پاور فل دلائل دے سکتے تھے کہ وہ اپنے واضح دلائل کی وجہ سے تمہیں مجبور کر دیں گے کہ تم لکڑی کے ستون کو سونے

کاستون تسلیم کرلو۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ذہانت اور فہم عطا فرما رکھا تھا
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری دیا کرتے
تھے اور کہتے تھے:

أَتَبَرَّكَ بِقَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ

مجھے تو اُن کی قبر سے بھی برکت ملتی ہے اور جب بھی کوئی مشکل پیش آ جاتی ہے
تو دو رکعت نماز نفل ادا کر کے دعا کرتا ہوں:

تَقْضِي لِي سِرِّيًّا

ابھی ہاتھ نیچے ہوتے تھے کہ میری مشکل حل ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں
معروف زمانہ ہے:

النَّاسُ عِبَالٌ لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ. (فتح المنان ۱/۱۱)

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”ساری کائنات کے لوگ فقہ میں
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دست نگر ہیں یعنی امام اعظم کا کمایا ہوا سب کھار ہے
ہیں۔“ امام شافعی جو خود ایک فقہ کے بانی ہیں۔ وہ کہتے ہیں سارے فقہاء امام اعظم رضی
اللہ عنہ کی کمائی کھار ہے ہیں۔ انہوں نے قرآن و سنت سے جو اخذ کیا پانچ لاکھ مسائل
اصولی طور پر وضع کئے بعد والے سارے فقہاء نے اُن سے نور حاصل کیا اور اُن سے
فیض لیا اور قیامت تک اُس پہ گزارہ ہو رہا ہے۔ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
ہے کہ تمام فقہاء بچوں کی طرح ہیں اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا دستر خواں لگا ہوا ہے اُن
کے دستر خواں سے کھاتے ہیں تو پھر پلتے ہیں اور پھر ان کو فقیہ بننے کا شرف حاصل
ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں سبقت دی

ہے۔ امام موفق بن احمد کی نے مناقب میں صفحہ ۱۲۶، جلد ۲ پر اس بات کو لکھا ہے:
 أَبُو حَنِيفَةَ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ هَذِهِ الشَّرِيعَةِ. (مناقب ۱۲۶/۲)
 امام اعظم وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اس شریعت کے علم کو مدون کیا تھا۔
 آپ سے پہلے اس امت میں کتاب لکھنے کا کوئی طریقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کتاب الصلوٰۃ
 ہے، یہ کتاب الزکوٰۃ ہے۔ اس میں فلاں حدیثیں رکھی جائیں گی، اس میں فلاں مسائل
 رکھے جائیں گے۔

سب سے پہلے جس نے شریعت کے علم کو مدون کیا وہ حضرت امام اعظم رضی
 اللہ عنہ ہیں۔ اُس وقت تک مؤطا امام مالک بھی نہیں لکھی گئی تھی۔ مؤطا میں امام مالک
 نے جو ترتیب رکھی وہ بھی امام اعظم سے حاصل کی ہے۔ سب سے پہلے امام اعظم رضی
 اللہ عنہ نے امت میں یہ خدمات سرانجام دی ہیں۔

اس سے کوئی یہ تصور نہ کرے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم یا پہلے تابعین نہ کر
 سکے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ کئی کوئی پوری کی ہے۔ نہیں، نہیں۔ صحابہ کرام کے
 بارے میں لکھتے ہیں:

كَانَتْ قُلُوبُهُمْ صَنَادِيكَ عُلُوْمِهِمْ

اُن کو کتابوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ انہیں ایک لمحہ جو سرکار کی صحبت میسر آگئی
 وہ ہی زندگی بھر کی کتاب بن گئی۔ ایک نگاہ دیکھ کے جو انہوں نے پڑھ لیا وہ ہم کروڑ
 کتاب سے بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ نہ قلم کے محتاج، نہ لکھنے کے محتاج، نہ کتاب کے
 محتاج تھے۔ اُس وقت ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لیکن جب کارواں آگے بڑھتا
 گیا امت مسلمہ دوسری نصف صدی ہجری تک پہنچنے والی تھی اور نئی نئی بولیاں امت کی
 لغت میں شامل ہو گئی تھیں چونکہ مختلف بولیوں والے لوگ کلمہ پڑھ چکے تھے، اب عربی
 گرائمر میں اور عربی لغت میں خود عربوں کیلئے مشکل ہو گئی تھی کہ نئی بولیاں شامل ہو رہی

ہیں۔ ادھر میرے نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ أَنْتَزَاعًا يَنْتَزِعُ بِقُلُوبِ الرِّجَالِ
اللہ علم یوں نہیں چھینے گا کہ رات کو عالم سوئے، دن کو جاہل اُٹھے۔

فرمایا:

”بَلْ يَنْتَزِعُ بِمَوْتِ الْعُلَمَاءِ“

علم یوں اُٹھے گا کہ علم والے اُٹھ جائیں گے۔

صحابہ کرام کا وصال ہو گیا، تابعین اُٹھتے جا رہے تھے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خطرہ محسوس کیا۔ اب علم کو مدون کرنا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ احادیث کا یہ سرمایہ ضائع ہو جائے تو سب سے پہلے آپ نے کمر ہمت باندھی اور علم شریعت کو مدون کر کے اس اُمت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا امام مالک ایسی ترتیب پر لکھی پھر امام شافعی رضی اللہ عنہ فقہ شافعی مدون کی اور اس کے امام احمد بن حنبل نے فقہ حنبلی مدون کی۔ سب سے پہلے جو کام تھا وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور اس انداز میں انہوں نے اس کی تدوین کی کہ اس سلسلے میں انہوں نے بڑی ریسرچ ٹیم تیار کر رکھی تھی اور اتنا آپ کا بورڈ تھا، مسند خوارزمی میں ہے۔

إِنَّ الْأِمَامَ اجْتَمَعَ مَعَهُ الْفُ مِنْ أَصْحَابِهِ

جب آپ ریسرچ کیلئے بیٹھے تھے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار ارکان والا بورڈ تھا۔ اُن میں ہر ایک زمانے کا امام تھا۔ اُن ہزار میں سے ہر ایک ہی فقیہ تھا، جس کی طرف انگلیوں سے اشارے کئے جاتے تھے اور وہ اپنے اپنے فن کے امام تھے۔

أَرْبَعُونَ مِنْهُمْ قَدْ بَلَغُوا حَدَّ الْإِجْتِهَادِ

اُن میں سے چالیس وہ تھے جو خود مجتہد بھی تھے۔ ایسے لوگوں کو ساتھ بٹھا کر امام اعظم نے فقہ حنفی کو مدون کیا۔ اس وقت کا وہ لڑیچر ہے جس کو حشر کے دن ساری امتوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہودیت، عیسائیت یا جتنی پہلی قومیں ہوئی ہیں کسی کے پاس ایسا لڑیچر نہیں جس طرح کہ فقہ کے لڑیچر اس امت کے پاس ہے اور باقی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ عنہم کی عظمت کو ہم سلام بھی کرتے ہیں۔ اُن کی فقہ صرف ایک فرد کی فقہ ہے۔ فقہ حنفی شورائی نظام پر مرتب ہوئی ہے اور اتنی کوشش کے ساتھ امام اعظم نے یہ سوغات تیار کی ہے۔

بعض مسائل پر تو ایک ایک مہینہ بحث ہوتی رہی۔ اُس کے بعد جو ہوتا تھا وہ امام یوسف رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے:

أَكْتَبْتُ فِي بَابِ فُلَانٍ

اس کو فلاں باب میں لکھ دو اس طریقے سے فقہ حنفی مدون کی گئی۔

کتنی پلکوں سے نمی مانگ کے لائی ہوگی

پیاں تب پھول کی شبنم نے بجھائی ہوگی

اس فقہ کو پھر یہ عروج ملا۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت جن کی ایک ایک گھڑی ملت اسلامیہ کیلئے نور کی گھڑی تھی اور جن کی ایک ایک سانس نے کائنات میں خوشبوئیں آباد کیں۔ وہ خاک پنجاب میں سجدوں کی تخم ریزی کرنے والے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب کے صفحہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں:

یحییٰ بن معاذ رازی گوید پیغمبر را

صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدم

یحییٰ بن معاذ کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ گفتمش۔ میں نے آپ سے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

أَيْنَ أَطْلُبُكَ

اگر میں آپ کو ڈھونڈنے نکلوں تو آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ آپ مجھے کہاں ملیں گے۔ میں آپ کو کہاں سے پاؤں۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں جب میں نے یہ پوچھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

عِنْدَ عِلْمِ أَبِي حَنِيفَةَ

یحییٰ بن معاذ رازی اگر تم نے مجھے ڈھونڈنا ہو تو میں تمہیں ابو حنیفہ کے علم کے پاس نظر آ جاؤں گا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی علم میں جو ثقاہت ہے اور جو فقاہت کا بلند مرتبہ ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ اسکو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں اور اس انداز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور بہت سے لوگوں کو خواب میں اس فقہ حنفی کا یہ تعارف کروایا ہے۔ کہ یہ سنت نبوی کی بہترین تشریح ہے اور قرآن و سنت کے اصول کا جو صحیح ترین انداز ہے اس کو آگے پیش کرنے میں اس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں، میں نے بیان کیا کہ چاروں فقہ کے اندر یہ اصول کا رفرما ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَنَّهُدْ وَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ

جب مجتہد اجتہاد کرتا ہے اگر وہ اجتہاد درست ہوگا تو دونئیاں ملیں گی۔ اگر اس سے اجتہاد غلط ہو گیا اُس نے بھرپور کوشش تو کی تھی لیکن اُس سے غلطی ہو گئی اُس کو ایک نیکی ضرور ملے گی۔

یہ فقہ کے درمیان جو فروعی طور پر تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ اُس کی حیثیت رحمت والی ہے اور باقی اصول کے لحاظ سے تمام یکجا ہیں اور بالخصوص تمام اصحاب تقلید میں سے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی نہ غیر مقلدیت کا دعویٰ کرنے والا ہے اور نہ ان کے ماننے والوں میں سے کوئی چیز موجود ہے۔

شرق و غرب میں آج تک جمہور امت مسلمہ اسی مسلک پر موجود ہے۔ اس واسطے میں اختصار سے یہ عرض کر دوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کو جو اللہ تعالیٰ نے عروج دیا اُس کو بیان کرتے ہوئے ابن خلدون نے آج سے چھ صدیاں قبل اور حضرت امیر خسرو نے آج سے سات صدیاں قبل اور حضرت مجدد الف ثانی نے آج سے چار صدیاں قبل اس بات کا اظہار کیا تھا کہ پورے امت مسلمہ کو اگر شمار کیا جائے تو اکثریت احناف کی ہے۔ آج سے چار صدیاں پہلے بھی یہی نتیجہ تھا اور پوری امت مسلمہ میں جو لوگ کلمہ گو ہیں اُن میں غالب اکثریت احناف کی ہے۔

ایسے امیر خسرو آج سے سات سو سال پہلے اس حقیقت کو تسلیم کر رہے تھے کہ پوری امت مسلمہ میں سے اللہ تعالیٰ نے فقہت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو عروج دیا ہے۔ پوری دنیا کی اکثریت اسی فقہ حنفی کو ماننے والی ہے۔

یہاں تک دور جدید سما مورسکا لرڈاکٹر سحی محصانی اپنی تحقیق میں لکھا ہے کہ پوری روئے

زمین پر جتنے مسلمان ہیں اُن میں سے دو تہائی مسلمان فقہ حنفی کو ماننے والے ہیں۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت امامت کے درجہ کے لحاظ
سے بھی منفرد ہے، فقہات کے لحاظ سے بھی منفرد ہے اور عشق رسالت مآب کے لحاظ سے
بھی منفرد ہے۔ عبادت کے لحاظ سے بھی منفرد ہے۔ اُن سے بڑا کون عابد ہوگا جو ایک
رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک
ایک سانس زمانے کیلئے تجلی کی حیثیت رکھتا ہے۔
میری دُعا ہے خالق کائنات جل جلالہ ہمیں ان عظیم ائمہ کی قدر کی توفیق دے اور
بالخصوص فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا عن ان الحمد لله رب العالمين

www.SirateMustaqeem.net